"تدوین یا موجودہ دور کے مسائل حل کرنے کے لیے مجتہد منتسب جیسے عالی ظرف اور فراخ حوصلہ مجتہد کی ضرورت ہے کہ حالات و ضروریات کے پیش نظر دیگر ائمہ کے اصول و فتاویٰ سے گریز نہ کرتا ہو، بلکہ دلیل و بصیرت کی روشنی میں ہر ایک سے استفادہ کر کے رہنمائی حاصل کرتا ہوئے (ص ۳۵۳)

تقی امینی صاحب کا متقیانہ طرزِ فکر ملاحظہ ہو: انشورنس (زندگی کا بیمہ) کمرشل انٹرسٹ" وغیرہ جیسے مسائل اس کے ذریعے حل کیے جائیں، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بہ ہر صورت جواز کا حکم نکالا جائے بلکہ...... اس بارے میں شریعت کی جو حدود ہیں ان کی پوری رعایت کے بعد ہی جواز یا عدمِ جواز کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے" (ص ۳۶۰) "اجتہاد میں نااہلوں کی رائے اور بلا کسی شرط و قید کے آزادانہ رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہے" (ص ۳۶۳)۔ تقی صاحب اجتہاد کے لیے ایک مجلس کے قیام کے حق میں ہیں (ص ۳۶۴)۔ مگر ایک تو وہ اسے خاص طور پر مجلسِ اجتہاد بنانا چاہتے ہیں جس کا مفہوم پارلیمانی نوعیت کی مجلس جہاد کا تصور نہیں ہے۔ دوسرے وہ اسے اس طرز پر وجود میں لانے کے حق میں ہیں جیسی فقہ حنفی کی تدوین کے وقت تھی۔ یعنی غیر سرکاری اور تمام تر علماء اور منتہی طلبا پر مشتمل۔

یہ چند جستہ جستہ اشارے کتاب کی صحیح اور جامع تصویر پیش نہیں کرسکتے۔ اس میں حدیث "اختلاف اُمتی" پر، حقیقت و مجاز کے دونوں پہلوؤں پر، صراحت و کنایت پر، ثبوت کے درجات پر، نصوص میں امر و نہی کے استعمالات پر، استصلاح کے بنیادی اصول پر دیر بڑی قابلِ تعریف بحث ہے، تغیر احکام بہ تغیر زمان پر، اجتہاد کی صلاحیت اور اس کے لیے ضروری معلومات پر بڑی تفصیلی، علمی و فنی گفتگو میں ہیں۔ ہم خاتمۂ کلام مولانا تقی امینی کی بیان کردہ اس تعریفِ اجتہاد پر کرتے ہیں جسے انھوں نے سلف سے لیا ہے:۔

- "احکامِ شرعیہ کی دریافت میں، یا اُن کی تطبیق میں خالی الذہن ہو کر انتہائی جد و جہد صرف کرنا" (ص ۲۴۱)
- احکامِ شرعیہ معلوم کرنے کے لیے پوری محنت اور جد و جہد صرف کرنا کہ یہ معلومات تفصیلی دلائل سے حاصل ہوتے ہیں جن کا مرجع کتاب و سنت، اجماع اور قیاس ہیں" (ص ۲۴۱)

نقی امینی صاحب کے اپنے الفاظ :-

فقیہہ انتہائی جدوجہد اور پوری محنت سے اس طرح نئے مسائل کا حل دریافت کرے یا موجودہ مسائل میں موقع و محل پہ تطبیق کرنے کی صورت نکالے کہ ان کی بنیاد فقہی ماخذوں میں کسی پہ قائم ہو جائے اور پھر وہ مسائل ایک رشتہ میں منسلک اور ایک لڑی میں پروئے ہوئے نظر آئیں " (ص ۲۴۲)

اوراق از پریمی رومانی - ناشر: دیپ پبلیکیشنز ، تپسیا آزاد بستی ، نئی پورہ ، سری نگر، کشمیر - قیمت : -/۴۰ روپے

یہ چند تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے ، جن کا تعلق زیادہ تر ایسے شاعروں کے فن پہ نظر ڈالنا ہے جن کے متعلق جناب مؤلف پریمی رومانی کا تصور یہ ہے کہ وہ جدید اُردو شاعری کے بانی ہیں یا بعض نے کلاسیک دَور اور جدیدیت کے درمیان میل کا کام دیا ہے -

یہ کتاب صرف چند مضامین کا مجموعہ ہے ، کوئی باضابطہ کتاب نہیں جس میں موضوع طے کر کے جامع کام کیا گیا ہو ، جو شعراء زیر گفتگو آئے ہیں وہ متفرق سے لگتے ہیں - کہیں ترقی پسندی کا اثر ہے ، کہیں جدیدیت کا ، کہیں خطیبانہ شاعری اور کہیں بغاوت - احسان دانش اور اقبال جیسے حضرات الگ ہی قبیل سے ہیں - اس کتاب میں پہلا مسئلہ تو درجہ بندی اور انتخاب کا ہے جس پہ نظر جاتی ہے - پھر فنی قدوقامت کے لحاظ سے بڑا فرق ہے - اقبال اور سیماب اور جوش جیسوں کی صف میں ساجا ودانی اور محمد علوی جیسے نوخیز دوست بھی شامل ہیں - جدیدیت کے اس قافلے میں زیادہ تر لوگ رومانویت پسند بلکہ جنس پرست بھی ہیں - کم ہی کسی کے ہاں کوئی اعلیٰ آدرش (ماسوا اقبال و احسان دانش) پوری طرح نمایاں محسوس ہو کر دل و نظر کو کھینچتا ہے - فن کا ایک مبتدیانہ موضوع اکثر کو آکاس بیل کی طرح لپیٹے ہوئے ہے - کہیں بیچ میں " انقلاب " کی آواز آجاتی ہے اور بس ! سب اپنے اپنے نفسیاتی ہیجانات کے کھونٹے سے بندھے ہوتے ہیں -

ایک مسئلہ پریمی صاحب کی مشقِ تنقید کا بھی ہے - ایک باصلاحیت نوجوان کا ہر حال میں ہمیں دل